سبب پایا جائے تو حکم بھی پایا جائے گا کیونکہ شارع نے حکم کے وجود اور عدم وجود کو سبب کے ساتھ مربوط کیا ہے' پس سبب حکم کے وجود اور اس کے ظہور کی علامت ہے۔جیسے زوال کے بعد سورج کا ڈھلنا وجوب نماز کا سبب ہے' رمضان کا مہینہ روزے کے وجوب کا سبب ہے' اضطرار اور مجبوری مردار حلال ہونے کا سبب ہے اور دیوانگی اور کم سنی (بالغ نہ ہونا) معاملات اور تصرفات کی ممانعت کا سبب ہے۔

دوسری قسم: یہ وہ سبب ہے جو مکلف کا فعل ہو اور اس کی قدرت میں ہو' جیسے سفر روزہ چھوڑنے کا سبب ہے' قتل عمد جو حرام ہے وجوب قصاص کا سبب ہے۔اسی طرح مختلف معاہدے اور تصرفات اپنے اثرات اور نتائج کا سبب ہیں' جیسے بیع خریدار کے لیے مال کی ملکیت اور انتفاع کے جائز ہونے کا سبب ہے۔

اس سبب کی اس قسم کا ہم دو طرح سے اعتبار کرتے ہیں۔اول یہ کہ یہ مکلف کا ایک فعل ہے۔اس صورت میں یہ خطاب تکلیفی میں داخل ہوگا اور اس پر سارے احکام اسی کے جاری ہوں گے۔پھر اس کی بھی تین قسمیں ہوسکتی ہیں۔یعنی شارع نے اس فعل کے کرنے یا چھوڑنے کا مطالبہ کیا ہے یا اختیار دیا ہے۔دوم یہ کہ شارع نے اس پر دوسرے احکام مرتب کیے ہوں' اس صورت میں یہ حکم وضعی میں داخل ہوگا۔۲۔مثلاً نکاح اس صورت میں واجب ہے جب کسی شخص کو زنا میں مبتلا ہونے کا خوف ہو اور وہ اس کے اخراجات برداشت کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔یہ وجوب حکم تکلیفی ہے۔اور نکاح سبب بھی ہے اور اس کے نتیجے میں تمام شرعی اثرات مرتب ہوں گے' یعنی مہر' نفقہ اور وراثت وغیرہ واجب ہوں گے۔اس لحاظ سے یہ سبب حکم وضعی ہوگا۔کسی کو قصداً قتل کرنا حرام ہے' یہ حکم تکلیفی ہے' لیکن یہی قتل عمد وجوب قصاص کا بھی سبب ہے' یہ حکم وضعی ہے۔بیع مباح ہے' یہ ایک حکم تکلیفی ہے لیکن اس سے بائع قیمت کا مالک ہوجاتا ہے اور مشتری مال کا' اس اعتبار سے یہ حکم وضعی ہے۔

۔اثرات اور نتائج کے اعتبار سے بھی سبب کی دو قسمیں ہیں:

اول: جب یہ حکم تکلیفی کا سبب ہو' جیسے سفر روزہ چھوڑنے کا سبب ہے اور ملک نصاب وجوب زکاۃ کا سبب ہے۔

دوم: یہ کسی ایسے حکم کا سبب ہو جو مکلف کے فعل کا اثر ہو' جیسے بیع مال کی ملکیت کا سبب

ہے' خریدار خریدے ہوئے مال کا مالک ہوجاتا ہے۔ وقف کے سبب مال واقف کی ملکیت سے نکل جاتا ہے۔ نکاح زوجین کے حلال ہونے کا سبب ہے۔ اسی طرح طلاق دونوں کے درمیان تفریق یعنی حلت کے ازالے کا سبب ہے۔

۔اسباب کا مسببات کے ساتھ ربط

جب اسباب موجود ہوں اوران کی سب شرائط پوری ہوجائیں اوراس میں کوئی رکاوٹ نہ ہوتو ان اسباب کے اثرات ونتائج مرتب ہوں گے' ان کو مسببات کہتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں ان اسباب کے نتیجے میں احکام کے مرتب ہونے کے لیے شریعت میں جس طرح ان کا اعتبار ہے اسباب اس طرح پائے جائیں مثلاً قرابت میراث کا سبب ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ مورث وفات پاجائے اوروارث حقیقتاً یا حکماً زندہ موجود ہو اور مانع یعنی رکاوٹ یہ ہے کہ وارث نے اپنے اس رشتہ دار کو عمداً قتل کیا ہو یا دونوں کے درمیان مذہب کا اختلاف ہو۔ چنانچہ جب سبب موجود ہو اس کی جملہ شرائط پوری ہوجائیں اورکوئی مانع یعنی رکاوٹ نہ ہوتو اس کا اثر ونتیجہ مرتب ہوگا اوروہ میراث ہے' یعنی اس کے عزیز کو میراث میں سے حصہ ضرور ملے گا۔ اگر شرائط پوری نہ ہوں یا کوئی مانع یعنی رکاوٹ موجود ہو' تو اس صورت میں سبب کا کوئی اثر یا نتیجہ نہیں نکلے گا۔

شرعی اسباب کے مسببات شارع کے حکم سے مرتب ہوتے ہیں' اس میں مکلف کی رضا یا عدم رضا کو کوئی دخل نہیں۔ شارع ہی نے اسباب کو مسببات کے مرتب ہونے کا ذریعہ بنایا ہے' کوئی مکلف اس کو چاہے نہ چاہے' ان کو پسند کرے یا نہ کرے۔ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے کیونکہ شارع کے حکم سے بیٹا ہونا میراث کا سبب ہے اورشارع ہی نے اس کو یہ سبب قرار دیا ہے' اگرچہ مورث اس کو نہ چاہے یا وارث اس کو رد کردے۔ اگر ایک شخص اس شرط کے ساتھ نکاح کرتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو مہر نہیں دے گا یا اس کو نفقہ نہیں دے گا یا دونوں کے درمیان کوئی میراث نہیں ہوگی' تو یہ شرط لغو ہوگی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ شارع نے عقد نکاح کے نتیجے میں ان اثرات کے مرتب ہونے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے نکاح کی صورت میں بیوی کا مہر بھی واجب ہوگا' نفقہ بھی دینا ہوگا اور دونوں کے درمیان میراث بھی جاری ہوگی' یہی حال بقیہ اسباب کا ہے۔ شرعاً ان کے اثرات مرتب ہوتے ہیں گوکہ مکلف ان کو نہ چاہے۔

۔سبب اور علت

شارع نے جس چیز کو حکم کے وجود وعدم وجود کی علامت مقرر کیا ہو وہ یا تو حکم پر بایں معنی مؤثر ہوگی کہ اس کے اور حکم کے درمیان مناسبت کی وجہ عقلا سمجھ میں آتی ہوگی یا حکم کے ساتھ اس چیز کی مناسبت اتنی مخفی ہو کہ عقل اس کو سمجھ نہ سکے۔پہلی صورت میں اس کو علت کہتے ہیں اور بعض اوقات مجاز اسبب بھی کہہ دیتے ہیں۔

دوسری صورت میں اس کو صرف سبب کہتے ہیں' علت نہیں کہتے۔علمائے اصول میں ایک گروہ کی یہی رائے ہے۔

علت کی چند مثالیں یہ ہیں: سفر روزہ چھوڑنے کی علت ہے' نشہ حرمت شراب کی علت ہے' کم سنی نابالغ پر ولایت کی علت ہے۔ان مسائل میں سبب اور حکم کے درمیان وجہ مناسبت آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ سفر میں مشقت کا امکان ہے اس لیے رخصت دینا اس کے مناسب ہے۔نشہ سے انسان ہوش وحواس کھو دیتا ہے' اس لیے یہ حرمت شراب کا سبب ہے تاکہ انسانی عقل اور ہوش حواس باقی ومحفوظ رہیں۔نابالغ بچہ اپنے معاملات وتصرفات میں اپنا نفع ونقصان نہیں سمجھ سکتا' اس لیے اس کو فائدہ پہنچانے اور نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیے کوئی ولی ونگران مقرر کرنا اس کے مناسب ہے۔ان تمام مسائل میں سفر' نشہ اور کم سنی ان احکام کا سبب بھی ہیں اور علت بھی جن کے ساتھ یہ مربوط ہیں۔

جن اسباب کی مناسبت ان کے احکام کے ساتھ عقلا سمجھ میں نہیں آتی ان میں سے چند یہ ہیں: رمضان کا مہینہ وجوب صوم کا سبب ہے' عقل رمضان کے مہینے اور وجوب صوم کے درمیان مناسبت کو نہیں سمجھ سکتی۔غروب آفتاب مغرب کی نماز کے وجوب کا سبب ہے لیکن ان دونوں کے درمیان وجہ مناسبت سمجھ میں نہیں آتی۔اس لیے یہ صرف سبب کہلاتے ہیں' علت نہیں۔لہذا ہر علت سبب ہے لیکن ہر سبب علت نہیں۔

علمائے اصول میں سے دوسرے فریق کا خیال ہے کہ جب کسی چیز کی اس کے حکم کے ساتھ مناسبت عقلا سمجھ میں آسکے تو اس کو صرف علت کہتے ہیں اور وہ سبب نہیں کہلائے گی اور جس کی مناسبت حکم کے ساتھ سمجھ میں نہ آئے اس کو صرف سبب ہی کہتے ہیں' علت نہیں کہتے۔اس لیے نہ علت کو سبب کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی سبب کو علت۔

حقیقت میں یہ اختلاف بہت معمولی سا ہے۔جولوگ علت کوسبب کے معنی میں داخل سمجھتے ہیں وہ دونوں کواس لحاظ سے جمع کرتے ہیں کہ ان میں سے ہرایک حکم کی علامت ہے اورحکم کے ساتھ مناسب ہونے یانہ ہونے کے اعتبار سے ان کے درمیان فرق کرتے ہیں۔اس لیے مناسب کووہ علت کہہ دیتے ہیں اور جومناسب نہیں ہوتااس کوعلت نہیں کہتے'اگرچہ سبب کااطلاق اب بھی دونوں پر ہوتا ہے۔

۲۔شرط

لغت میں شرط ایسی علامت کوکہتے ہیں جوکبھی اس چیز سے علیحدہ نہ ہوجس کے لیے اس کوعلامت مقررکیاگیاہے'یعنی اس کے لیے لازمی ہو۔اصطلاح میں شرط اس چیز کوکہتے ہیں جس کے وجود پردوسری چیز کاوجودموقوف ہولیکن وہ اس چیز کی حقیقت سے خارج ہو'اس کے وجود سے اس چیز کاوجودلازم نہ آتا ہو'لیکن اس کے عدم سے اس چیز کاعدم لازم آتا ہو۔[۳]

کسی چیز کے وجود سے مراد یہاں شرعی وجود ہے'جس پرشرعی نتائج مرتب ہوسکیں۔جیسے نماز کے لیے وضوشرط ہے'عقدنکاح کے لیے دوگواہوں کاحاضر ہوناشرط ہے۔نماز کے وجودشرعی کے لیے وضوشرط ہے کہ جس پراس کے نتائج مرتب ہوسکیں'یعنی نماز درست ہو'کافی ہواورآدمی کے ذمے سے یہ فریضہ ادائیگی کے بعدساقط ہوجائے۔وضودرحقیقت نماز کاحصہ نہیں ہے'کبھی ایسابھی ہوتا ہے کہ وضوہوتا ہے لیکن نماز کاوجودنہیں ہوتا۔اسی طرح عقدنکاح میں دوگواہوں کی حاضری نکاح کے وجود کے لیے شرط ہے اس طرح کہ اس پراس کے احکام اورنتائج مرتب ہوسکیں لیکن دونوں گواہوں کی حاضری عقدنکاح کی حقیقت کاحصہ نہیں ہے۔کبھی دوگواہ موجود ہوتے ہیں اورنکاح کاوجودنہیں ہوتا۔

شرط اوررکن

شرط اوررکن دونوں اس لحاظ سے مساوی ہیں کہ ان میں سے ہرایک کے وجود پرکسی کاوجودشرعی موقوف ہوتا ہے لیکن اس بات میں مختلف ہیں کہ شرط کسی چیز کی حقیقت سے خارج ہوتی ہے'اوررکن اس چیز کی حقیقت کاحصہ ہوتا ہے۔جیسے نماز میں رکوع'یہ نماز کی حقیقت کاجز ہے'نماز کاوجودشرعی اس کے بغیرثابت نہیں ہوسکتا۔وضوبھی نماز کی صحت کے لیے شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی لیکن یہ اس کی حقیقت سے خارج ہے۔ایجاب وقبول نکاح کے ارکان ہیں اوراس کی حقیقت

کا حصہ ہیں، لیکن دو گواہوں کا موجود ہونا نکاح کی صحت کے لیے شرط ہے، یہ اس کی حقیقت سے خارج ہے۔

۔شرط اور سبب

شرط اور سبب اس لحاظ سے تو متفق ہیں کہ جس چیز کے ساتھ یہ مربوط ہوں وہ چیز ان کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتی اور مزید یہ کہ دونوں اس چیز کی حقیقت کا جز نہیں ہوتے۔سبب اور شرط ایک دوسرے سے اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ سبب کی موجودگی سے مسبب لازم ہو جاتا ہے، الا یہ کہ ان کے درمیان کوئی مانع اور رکاوٹ ہو۔شارع کی طرف سے یہ بات مقرر ہے کہ سبب مسبب کی طرف راہنمائی کرتا ہے، لیکن جہاں تک شرط کا تعلق ہے تو اس کے وجود سے مشروط کا وجود لازم نہیں آتا۔

۔شرط کی قسمیں

سبب یا مسبب کے ساتھ تعلق کی حیثیت سے شرط کی دو قسمیں ہیں: ا۔شرط سبب ۲۔شرط مسبب

شرط سبب وہ ہے جو سبب کی تکمیل کرتی ہے، سببیت کے معنی کو تقویت دیتی ہے اور اس کا نتیجہ اس پر مرتب کرتی ہے۔جیسے عمد اور عدوان (قصد اور حرمت) اس قتل کے لیے شرط ہے جو قاتل کے قصاص کا سبب ہے۔اسی طرح مال مسروقہ کی حفاظت (حرز) اس سرقہ کے لیے شرط ہے جو ہاتھ کاٹنے کا سبب ہے۔سال گزارنا اس نصاب مال کے لیے شرط ہے جو زکاۃ کا سبب ہے۔شہادت (گواہی) نکاح کے لیے شرط ہے جو ان شرعی احکام اور نتائج کا سبب ہے جو نکاح کی صورت میں مرتب ہوتے ہیں۔

شرط مسبب وہ ہے جو مسبب کی تکمیل کرتی ہے، اس کی مثال مورث کی موت کے وقت جو حقیقتاً ہو یا حکماً وارث کا زندہ ہونا ہے۔یہ دونوں چیزیں میراث کے لیے شرط ہیں جس کا سبب قرابت، یا زوجیت یا عصوبت (باپ کی طرح سے رشتہ داری) ہے۔

۔با اعتبار ماخذ شرط کی دو قسمیں ہیں: اول یہ کہ اس شرط کو شارع نے مقرر کیا ہو، اس کو شرط شرعی کہتے ہیں۔دوسری وہ ہے جو لوگ اپنے ارادہ واختیار سے مقرر کریں، اس کو شرط جعلی کہتے ہیں۔شرط شرعی کی مثال نابالغ کا سن تمیز کو پہنچنا ہے تاکہ مال اس کے سپرد کیا جاسکے۔اس طرح وہ جملہ

نکاح فاسد: جو نکاح اصل کے اعتبار سے جائز ہو لیکن وصف کے اعتبار سے ناجائز ہو

شرائط جوشارع نے معاہدوں،لین دین،عبادات اورفوجداری جرائم کے لیے مقرر کی ہیں شرط شرعی ہیں۔شرط جعلی وہ ہے جومکلف اپنے ارادے سے عائد کرے۔جیسے وہ تمام شرطیں جولوگ آپس کے معاملات اورلین دین میں ایک دوسرے کے ساتھ مقرر کرتے ہیں یااس سے مراد وہ شرط ہے جومکلف ایسے کسی معاملے میں عائد کرے جوصرف اس کے تنہاارادے سے مکمل ہوتا ہے،جیسے وقف ۔اس شرط کی دوقسمیں ہیں۔

اول:ایسی شرط جس پرعقدکاوجود ہو۔یعنی مکلف عقدکاوجودہی اس شرط کے پوراہونے پرمعلق کردے جواس نے عائد کی ہے۔اس لیے یہ سبب کی شرائط میں سے ہے۔جیسے یہ شرط کہ اگرقرض دارقرض ادا کرنے سے عاجز ہوتوضامن سے قرض لیاجائے یاطلاق کوکسی چیز پرموقوف کردے،مثلاًشوہراپنی بیوی سے یہ کہے کہ اگرتوچوری کرے گی توتجھے طلاق ہے۔اس شرط کوشرط معلق کہتے ہیں اورجوعقداس پرموقوف ہوتاہے اس کوعقدمعلق کہتے ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ تمام عقودوتصرفات (لین دین)تعلیق قبول نہیں کرتے۔ان میں سے بعض وہ ہیں جنہیں شرط پرموقوف کرنادرست نہیں ہے۔یہ وہ عقودیعنی معاہدے ہیں جن میں سے کسی کومالک بنایاجاتاہے،یہ ملکیت کبھی خودایک چیزکی ہوتی ہے اورکبھی عوض یابلاعوض کے اس کی منفعت کی ملکیت ہوتی ہے۔عقدنکاح اورخلع بھی اس کے ساتھ ملحق ہیں۔[۴] ان میں سے بعض وہ معاملات ہیں جومناسب شرط کی تعلیق قبول کرلیتے ہیں جیسے کسی چیزکی بیع کے بعداس کی قیمت کی ضمانت اس شرط پرکہ خریداراس چیزکاحقدارہو۔بعض معاہدے وہ ہیں جوکسی بھی شرط پرموقوف ہوسکتے ہیں خواہ وہ ان کے مناسب ہویانہ ہو،جیسے وکالت اوروصیت۔

دوم:وہ شرط جوکسی معاہدے کے ساتھ متصل ہو،مثلاًاس شرط کے ساتھ نکاح کرناکہ شوہراپنی بیوی کواس شہرسے باہرنہیں لے جائے گایااس شرط کے ساتھ کہ اس کی بیوی کوطلاق کاحق حاصل ہے،کوئی چیزاس شرط کے ساتھ بیچناکہ مشتری قیمت کی ادائیگی کے لیے کوئی ضامن پیش کرے،یاکوئی مکان اس شرط کے ساتھ بیچناکہ مکان کابیچنے والااس مکان میں ایک سال تک رہے گا۔ایسی شرطیں جومعاہدوں کے ساتھ متصل ہوتی ہیں ان میں فقہاء کااختلاف ہے۔بعض نے اس میں تنگی رکھی ہے،بعض وسعت سے کام لیتے ہیں اوربعض نے درمیانی راستہ اختیارکیاہے۔جولوگ تنگی سے کام لیتے ہیں وہ مکلف کے ارادے میں غلویعنی مبالغہ کرتے ہیں اورمعاہدوں اورشرائط میں حرمت کواصل

قرار دیتے ہیں، سوائے اس کے کہ کوئی نص شرعی اس کی اباحت کے بارے میں موجود ہو۔یہ اہل ظاہر اوران کے متبعین ہیں۔

جو وسعت سے کام لیتے ہیں اور مکلف کے ارادے کو مطلق اور غیر مشروط سمجھتے ہیں اور معاہدوں اور شرائط کے بارے میں اس کو ایک بہت بڑی سند مانتے ہیں، ان کے نزدیک شرائط اور معاہدوں میں اصل اباحت ہے، سوائے اس کے کہ تحریم کے بارے میں کوئی نص شرعی موجود ہو۔ یہ حنابلہ اور ان کے متبعین کا گروہ ہے۔حنابلہ میں سب سے زیادہ وسعت ابن تیمیہؒ نے دی ہے۔فریقین کے دلائل تفصیل سے بیان کرنے اوران پر ردوقدح کا یہ موقع نہیں ہے۔ یہاں بس اتنا ہی کافی ہے کہ وسعت دینے والوں کا نقطہ نظر قابل ترجیح ہے نہ کہ تنگی کرنے والوں کا۔۵؎

۳۔مانع (رکاوٹ)

۵۶۔مانع سے مراد یہ ہے کہ شارع نے ایک چیز کے وجود کو حکم کا عدم وجود یا عدم سبب قرار دیا ہو۔یعنی اس چیز کے وجود سے حکم یا اس کا سبب باطل سمجھا جائے گا۔اس کی دو قسمیں ہیں: حکم کے لیے مانع اور سبب کے لیے مانع۔۶؎

اول: مانع الحکم (حکم کے لیے مانع): اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے وجود کے نتیجے میں حکم کا وجود معدوم ہو، چاہے حکم کی جملہ شرائط پائی جائیں۔مانع اور حقیقت وجود حکم کو روکتا ہے۔اس لیے کہ اس میں ایسا سبب موجود ہوتا ہے جو حکم کی مصلحت وحکمت کے موافق نہیں ہوتا، یعنی حکم کا مقصد اس مانع کی وجہ سے پورا نہیں ہوتا۔جیسے ابوت یعنی باپ ہونا قصاص کے لیے رکاوٹ ہے، اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو عمداً قتل کردے جو حرام ہے تو قصاص میں اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔صرف اس کو دیت دینا ہوگی کیونکہ قصاص میں حکمت یہ ہے کہ اس فعل کو آئندہ کے لیے اس ڈانٹ اور سخت سزا کے ذریعے روکا جائے لیکن ابوت میں پہلے ہی بیٹے پر محبت وشفقت موجود ہے جو خود بخود اس کو اس فعل سے باز رکھتی ہے۔اس لیے قتل کی صورت میں باپ سے قصاص لینے میں قصاص کی غرض وغایت پوری نہیں ہوتی۔قصاص کی غرض وغایت آئندہ قتل سے روکنا ہے۔باپ عمداً اپنے بیٹے کو قتل کرنے کے لیے پیش قدمی نہیں کرتا، سوائے بعض خاص حالات کے جو شاذ ونادر پیش آتے ہیں جو اس سے قصاص کا تقاضا نہیں کرتے بلکہ استثنا کا تقاضا کرتے ہیں۔۷؎ نیز چونکہ باپ بیٹے کے وجود کا سبب ہے، اس

لیے بیٹا باپ کی جان لینے کا سبب نہیں ہوسکتا۔۸۔

دوم: مانع السبب (سبب کے لیے مانع): اس سے مراد ایسا مانع ہے جو سبب میں اس طرح سے مؤثر ہو کہ سبب کا عمل باطل کردے اور سبب سے مسبب کا جو تقاضا پورا ہوتا ہے اس کے درمیان اس وجہ سے حائل ہوجائے کیونکہ مانع میں ایسی وجہ موجود ہے جو سبب کی حکمت کے معارض ہے۔اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر قرض ہو تو وہ نصاب زکاۃ کو کم کرائے گا۔نصاب وجوب زکاۃ کا سبب ہے' نصاب کی ملکیت سے چونکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ آدمی مال دار ہے اور مال دار آدمی ضرورت مندوں کی مدد پر قدرت رکھتا ہے لیکن قرض اس مقصد کے حصول میں جس کا سبب زکاۃ میں لحاظ کیا گیا ہے رکاوٹ بنتا ہے اور یہ مقصد غنا یعنی مال داری ہے۔قرض اس مقصد کو بالکل ختم کردیتا ہے' اس لیے کہ نصاب کے مالک کے مال کے مقابلے میں جو قرض ہے وہ حقیقت میں اس کی ملکیت نہیں ہے اس لیے ملکیت نصاب سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ وہ شخص مال دار ہے۔لہذا نصاب مسبب کے اس مقصد کو پورا نہیں کرتا جو سبب کا تقاضا ہے یعنی وجوب زکاۃ۔

اس کی دوسری مثال وارث کا اپنے اس رشتہ دار کو قتل کرنا ہے جس کی میراث میں وہ حصہ دار ہے۔یہ قتل سبب یعنی قرابت وغیرہ کے لیے مانع ہے۔اس لیے سبب اپنا عمل پورا نہیں کرسکتا اور مسبب جو کہ وراثت ہے اس تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اس مانع میں وہ چیز موجود ہے جو اس بنیاد کو ہی ڈھا دیتا ہے جس پر میراث قائم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وارث اپنی زندگی میں مورث کی زندگی باقی رہنے کا اعتبار کرتا ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی امداد کریں گے۔لیکن اگر کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کردے تو یہ مقصد فوت ہوجاتا ہے۔یہی صورت اختلاف مذہب یا اختلاف دارین میں ہے۔ان میں سے ہر ایک سبب کے لیے مانع ہے۔۹۔

مانع بحیثیت مانع کے خطاب تکلیف میں داخل نہیں ہے' کیونکہ شارع کا مقصد اس کے حصول یا عدم سے نہیں ہے۔شارع کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ وہ یہ بات واضح طور پر یہاں بیان کردے کہ اگر کوئی مانع پایا جائے تو سبب کا حکم ختم ہوجاتا ہے یا مسبب باطل ہوجاتا ہے۔اگر کسی شخص کے پاس نصاب زکاۃ ہو اور اس پر قرض بھی ہو تو شارع اس سے ادائیگی قرض کا مطالبہ نہیں کرتا تاکہ اس پر زکاۃ واجب ہو۔اسی طرح مالک نصاب کو بھی قرض لینے کی اجازت ہے اور شارع نے اس کو اس بات سے نہیں روکا تاکہ اس سے زکاۃ ساقط نہ ہو۔لیکن مکلف کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ قصداً ایسا مانع

پیدا کردے جس سے اسے شرعی احکام سے فرار حاصل ہو جائے' اس کا تعلق حیلے سے ہے اور ایسے حیلے اسلامی شریعت میں جائز نہیں ہیں' ان کا مرتکب گناہ گار ہوگا۔مثلاً کوئی شخص مال کا کچھ حصہ بیوی کو دے دے تا کہ سال گزرنے سے پہلے نصاب زکاۃ ختم ہو جائے اور سال گزرنے کے بعد اس سے واپس لے لے تا کہ زکاۃ نہ دینا پڑے۔۱۰

۴۔صحیح و باطل

۔صحیح و باطل ہونے کا مطلب

مکلفین کے افعال جب اپنے پورے ارکان اور شرائط کے ساتھ وقوع پذیر ہوتے ہیں تو شارع ان کے صحیح ہونے کا حکم لگا دیتا ہے' اگر وہ اس طریقے سے واقع نہیں ہوتے تو شارع ان کی عدم صحت یعنی باطل ہونے کا حکم لگاتا ہے۔

افعال کی صحت یعنی صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر شرعی نتائج مرتب ہوتے ہیں۔اگر اس فعل کا تعلق عبادات سے ہو تو مکلف کو اس کی ادائیگی کے بعد بری الذمہ سمجھا جائے گا' جیسے اگر نماز کو اس کے ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس کو صحیح کہا جائے گا۔اگر مکلف کے افعال کا تعلق عادات یعنی معاملات سے ہو اور وہ صحیح ہوں' جیسے بیع و شراء' اجارہ' نکاح وغیرہ تو ان میں سے ہر عقد کے بعد شرعاً جو نتائج مرتب ہوتے ہیں' وہ مرتب ہوں گے۔

افعال کے بطلان یعنی باطل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کے بعد شرعی نتائج مرتب نہ ہوں کیونکہ شرعی نتائج اس وقت مرتب ہوتے ہیں جب وہ سب ارکان پورے ہو جائیں جو شارع کی طرف سے مطلوب ہیں۔اگر ان افعال کا تعلق عبادات سے ہو تو مکلف ان سے بری الذمہ نہیں ہوتا' اگر ان کا تعلق معاہدوں اور لین دین سے ہو تو ان پر بھی شرعی نتائج جو معاہدات درست ہونے کی صورت میں مرتب ہوتے ہیں مرتب نہیں ہوتے۔۱۱

۔صحیح و باطل حکم وضعی کی قسمیں ہیں

بعض علمائے اصول کی یہ رائے ہے کہ کسی فعل کا صحیح و باطل ہونا حکم تکلیفی کی قبیل سے ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ صحت کا مقصد یہ ہے کہ شارع نے کسی چیز سے فائدہ حاصل کرنے کی اجازت دی ہے اور بطلان کا مقصد یہ ہے کہ شارع نے کسی چیز سے فائدہ حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔مثلاً بیع صحیح

ہونے کی صورت میں خریدار کو خرید کردہ مال سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے اور بیع باطل میں اس کو اس سے فائدہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔اس نقطہ نظر کو اس دلیل کے ساتھ رد کیا گیا ہے کہ بیچنے والے کے لیے شرط خیار کے ساتھ بیع بالاتفاق صحیح ہے اور خریدنے والے کو اس مال سے نفع اٹھانا جائز نہیں۔ ۱۲۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ صحیح و باطل کا تعلق حکم وضعی سے ہے۔اس لیے کہ شارع نے اس فعل کے صحیح ہونے کا حکم دیا ہے جس کے ارکان اور شرائط پوری ہوں اور اس فعل کے باطل ہونے کا حکم دیا ہے جس کے ارکان وشرائط پوری ہوں اور اس فعل کے باطل ہونے کا حکم دیا ہے جس کے ارکان وشرائط پورے نہ ہوں۔ ۱۳۔

ہم دوسرے قول کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ کسی فعل کا صحیح یا باطل ہونا نہ کوئی فعل ہے نہ فعل کو چھوڑنا ہے اور نہ ہی اس میں اختیار ہے۔جس فعل کے ارکان اور شرائط پوری ہوجائیں شارع نے اس کو صحیح کہا ہے اور یہ بتایا ہے کہ صحیح ہونے کے اس پر نتائج مرتب ہوں گے اور جس فعل کے ارکان وشرائط پورے نہ ہوں اس کو باطل کہا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس پر باطل ہونے کے نتائج مرتب ہوں گے۔یہ سارے مفاہیم خطاب وضعی میں داخل ہیں کیونکہ یہ سبب کے مفہوم میں داخل ہیں اور سبب حکم وضعی کی ایک قسم ہے۔

۔باطل وفاسد

جمہور علماء کے نزدیک باطل اور فاسد کے ایک ہی معنی ہیں۔ہر عبادت،عقد یا لین دین جس کے کچھ ارکان یا شرائط مفقود ہوں وہ باطل یا فاسد ہے اور اس پر شرعی نتائج مرتب نہیں ہوتے۔دیوانے کی بیع باطل ہے کیونکہ اس کے رکن جو کہ عاقد (بائع ومشتری ہے) اس میں خلل ہے۔اسی طرح معدوم یا مردار شے کی بیع باطل ہے کیونکہ اس کے رکن میں بھی خلل ہے جو معقود علیہ ہے یعنی جس چیز کی خرید وفروخت کی جائے۔مجنون اور مردار کی بیع کو جس طرح باطل کہتے ہیں اسی طرح فاسد بھی کہتے ہیں۔ایسی بیع جس کی قیمت معلوم نہ ہو یا مدت کی صورت میں مدت مقرر نہ ہو،فاسد یا باطل کہلاتی ہے۔اگرچہ خلل بیع کی بعض شرائط میں ہے،یعنی ارکان میں نہیں صرف اوصاف میں ہے۔احناف کے نزدیک باطل وفاسد کے بارے میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے:

الف۔عبادات: نماز میں اگر کوئی رکن فوت ہوجائے،جیسے بلا رکوع کے نماز پڑھے یا کوئی شرط مفقود

ہو جیسے بلا وضو کے نماز پڑھے تو ان دونوں صورتوں میں اس کو باطل یا فاسد کہتے ہیں اور اس پر کوئی شرعی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ عبادات میں باطل اور فاسد ان کے نزدیک ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ (باطل یا فاسد ہونے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے)۔

ب۔ معاملات: یہ معاہدے اور تصرفات یعنی لین دین ہیں۔ اگر ان کا کوئی رکن مفقود ہو تو اس کو باطل کہتے ہیں اور اس کا شرعی اثر مرتب نہیں ہوتا۔ جیسے مجنون یا مردار کی بیع' یا ایسے رشتہ داروں سے نکاح جن سے نکاح کرنا شرعا حرام ہے جبکہ ان کی حرمت کا بھی علم ہو۔ اگر ان کے رکن تو پورے پائے جائیں لیکن بعض شرطیں یعنی بعض خارجی اوصاف نہ پائے جائیں تو اس کو فاسد کہتے ہیں۔ اگر فریق معاملہ اس عقد کو نافذ کر دے تو اس کے بعض اثرات مرتب ہوں گے' جیسے وہ بیع جس کی قیمت معلوم نہ ہو یا ایک مدت کے بعد قیمت ادا کرنے کا معاہدہ ہو' لیکن مدت معلوم نہ ہو یا بیع میں کوئی فاسد شرط موجود ہو یا نکاح بغیر گواہوں کے ہو۔ اگر مشتری بائع کی اجازت سے خرید شدہ مال پر قبضہ کر لے تو مشتری کی ملکیت ثابت ہوگی۔ اگر بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور شوہر نے اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کی تو شوہر کے ذمے مہر واجب ہوگا اور تفریق کی صورت میں بیوی پر عدت واجب ہوگی اور بچے کے حق کی رعایت کرتے ہوئے نسب بھی ثابت ہوگا۔ ان مثالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عقد فاسد کی صورت میں اس کے شرعی اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ یہ نتائج عقد کے نافذ ہونے کی وجہ سے مرتب ہوئے ہیں' گویا عقد فاسد میں شبہہ کو دیکھتے ہوئے شارع نے اس عقد کے نافذ ہونے کی رعایت کی ہے۔

مختصر یہ کہ احناف کے نزدیک باطل وہ ہے جس میں کمی اور خلل عقد کے ارکان کی طرف لوٹتا ہو۔ یعنی عقد کے صیغے کی طرف' فریقین کی طرف یا اس چیز کی طرف جس پر عقد ہوا ہے۔ فاسد وہ ہے جس میں خلل عقد کے اوصاف کی طرف لوٹتا ہو' ارکان کی طرف نہیں' اس کے ارکان صحیح وسالم ہوں مگر اس کے بعض اوصاف میں خلل ہو' جیسے فروخت شدہ چیز کی قیمت طے نہ ہونا۔ اسی لیے احناف یہ کہتے ہیں کہ فاسد وہ ہے جو اپنے اصل ارکان کے اعتبار سے صحیح ہو لیکن وصف کے اعتبار سے صحیح نہ ہو' اور باطل وہ ہے جو اصل اور وصف دونوں اعتبار سے صحیح نہ ہو۔ [۱۴]

۶۰۔ جمہور اور احناف کے درمیان اختلاف کا نتیجہ دو مسئلوں میں ظاہر ہوتا ہے:

اول: شارع نے اگر کسی عقد سے منع کیا ہے تو کیا اس نہی پر دنیوی احکام لاگو ہوں گے اور اسے صرف

اخروی احکام میں شمار کیا جائے گا اور اس کا مرتکب گناہ گار ہوگا؟ یا یہ کہ آخرت میں گناہ کے ساتھ ساتھ اسے دنیوی احکام میں بھی شمار کیا جائے گا۔

دوم: کیا ایسے عقد کی ممانعت جس کی اصل میں خلل ہو اس عقد کی ممانعت کی طرح ہے جس کے اوصاف میں تو خلل ہو اور اصل (ارکان) میں نہ ہو۔یعنی دونوں حالتوں میں ممانعت برابر ہے اور دونوں صورتوں میں بھی کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا یا دونوں کے درمیان فرق ہے؟

پہلے مسئلے کے بارے میں جمہور کی رائے یہ ہے کہ شارع نے جس عقد سے منع کیا ہے اس کے وقوع پذیر ہونے کی صورت میں اس پر شرعی نتائج مرتب نہیں ہوں گے اور اس کا مرتکب آخرت کے اعتبار سے گناہ گار سمجھا جائے گا۔دوسرے مسئلے کے بارے میں ان کا خیال یہ ہے کہ دونوں حالتوں میں ممانعت برابر ہے۔خلل خواہ اصل میں واقع ہو یا وصف میں دونوں حالتوں میں ممانعت میں کوئی فرق نہیں۔دونوں حالتوں میں عقد کا اعتبار نہیں ہوگا اور اس کے نتائج مرتب نہیں ہوں گے۔

احناف پہلے مسئلے کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اس ممانعت سے گناہ تو لازم آئے گا لیکن دائمی طور پر عقد باطل نہیں ہوگا۔دوسرے مسئلے کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ اگر خلل ارکان میں ہوگا تو عقد باطل ہوگا اور اس کا اعتبار نہیں ہوگا' جیسے مردار شے کی بیع یا دیوانہ کوئی چیز فروخت کرے' اور اگر خلل عقد کے اوصاف کے بارے میں ہو تو عقد فاسد ہوگا باطل نہیں ہوگا اور اس پر بعض نتائج مرتب ہوں گے۔۱۵۔مزید تفصیل ان شاء اللہ تیسرے باب میں آئے گی جو نہی سے متعلق ہے۔

حواشی

۱۔المستصفی ۱: ۹۴۔ ۹۳: آمدی' الاحکام فی اصول الاحکام ۱: ۱۸۱

۲۔الموافقات ۱: ۱۸۸

۳۔تسہیل الوصول' ص ۲۵۶

۴۔ہماری رائے میں عقود تملیکات میں شرط معلق جائز ہے' اگر اس کی ان عقود میں حاجت' ضرورت یا مصلحت ہو۔دیکھیے: اعلام الموقعین ۳: ۲۸۸۔آثار واقوال سے ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے' ملاحظہ ہو: نیل الاوطار ۶: ۱۰۰

۵۔ملاحظہ ہو: فتاوی ابن تیمیہ ۳: ۳۳۲' نیز دیکھیے: ان کی دوسری تصنیف نظریۃ العقد' ص ۱۴

احناف کے نزدیک شرط کی تین قسمیں ہیں:۱۔شرط صحیح :اس سے مراد وہ شرط ہے جو عقد کے مقتضی کے مطابق ہو یااس کی تائیداورتاکید کرے' یاشریعت نے اس کی اجازت دی ہو'یاعرف سے ثابت ہو۔۲۔شرط فاسد:اس سے مراد وہ شرط ہے جو متعاقدین میں سے کسی ایک کے لیے یا کسی تیسرے شخص کے لیے منفعت کاباعث ہواورشرط صحیح میں سے نہ ہو۔۳۔شرط باطل :جس میں نہ صحیح کا مطلب پایاجائے نہ فاسدکا۔مثلاجوشخص ایک مکان فروخت کرے وہ یہ شرط لگادے کہ اس میں کوئی شخص نہیں رہے گا۔شرط فاسد سے عقد فاسد ہوجاتا ہے جبکہ شرط باطل لغو ہوتی ہے اور عقد صحیح ہوتا ہے۔

٦۔الاحکام فی اصول الاحکام ۱:۱۸۵

۷۔یہ جمہور کا مسلک ہے'اس کی تائید میں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں:لایقتل والد بولدہ (کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا)۔

۸۔اس دلیل کا یہ معارضہ ہوسکتا ہے کہ باپ کی ہلاکت کا سبب تو اس کا فعل ہے'اس لیے ہم نے اس سے پہلے جو علت بیان کی ہے وہ درست ہے۔

۹۔یہ بعض فقہا کی رائے ہے۔دوسرے فقہا ان کو حکم کے لیے مانع سمجھتے ہیں لیکن سبب کے لیے مانع سمجھنا اولی ہے'اس کو ہم نے ترجیح دی ہے۔

۱۰۔الموافقات ۱:۲۸۸

۱۱۔یہ بات واضح رہے کہ ''صحت'' کے لفظ کا اطلاق ان افعال پر بھی ہوتا ہے جن پر آخرت میں ثواب ملتا ہے اور لفظ بطلان کا اطلاق ان افعال پر بھی ہوتا ہے جن پر آخرت میں سزا ہوتی ہے۔خواہ اس فعل کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے۔آخرت میں ثواب ملنے یا نہ ملنے کا دارومدار مکلف کے ارادہ اور نیت پر ہے۔اگر وہ اپنی عبادت اور کسی فعل کے کرنے میں شارع کے حکم کی تعمیل کی نیت کرے گا تو اس پر ثواب ملے گا۔یہی صورت اختیاری فعل کی ہے اگر وہ شارع کی طرف سے اختیار کو ذہن میں رکھے' تو اس صورت میں اس فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر بھی اس کو ثواب ملے گا۔الموافقات ۱:۲۹۹۔۲۹۱

۱۲۔آمدی'الاحکام ۱:۱۸٦۔۱۸۷

۱۳۔التلویح ۲:۱۲۳

۱۴۔امیر بادشاہ'تیسیر التحریر ۲:۳۹۱'آمدی'الاحکام ۱:۱۸۷۔نیز دیکھیے :بہوتی'کشاف القناع ۲:۵'کاسانی 'بدائع الصنائع ۵:۲۹۹'حاشیۃ البجیرمی ۲:۲۲۲'زیلعی'شرح کنزالدقائق ۴:٦۱۔٦۰'ابن رشد'مقدمات ۲:۲۱۳

۱۵۔المستصفی ۱:٦۰

خیار شرعی کا تصور
اور مروج خیارات کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

گیارہویں قسط

عمران اللہ خٹک (کرک)

پٹ آپشن (خیار الدفع) کا تحقیقی مطالعہ

فنانشل مارکیٹ کی پراڈکٹس میں سے ڈیراویٹیوز اور اس کی اقسام کو ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جن میں سے آپشن کو بطور خاص کیا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ ''آپشن کسی متعلقہ اثاثے یعنی شیئر' کرنسی یا انڈیکس اور یا بانڈز کو پہلے سے طے شدہ قیمت پر متعینہ تاریخ کو خریدنے یا بیچنے کے حق کا نام ہے'' جس کی مختلف اعتبار سے بہت ساری قسمیں ہیں البتہ ذاتی اور اصل کے اعتبار اس کی دو بڑی قسمیں ہیں جن میں سے کال آپشن کا تفصیل تذکرہ پچھلی فصل میں کیا گیا' جب اس چوتھی فصل میں پٹ آپشن یعنی خیار الدفع کی ضروری تفصیلات بیان کی جارہی ہیں۔

جیسے کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ آپشن کو عربی اور اردو میں خیار اور اختیار کہا جاتا ہے جس کا معنی چننا' پسند کرنا اور منتخب کرنا آتا ہے' جب کہ شریعت میں خیار اور اختیار کا مفہوم دو یا زیادہ امور میں سے کسی ایک کو پسند اور منتخب کرنا یا کسی کام کے دو یا زیادہ پہلوؤں میں سے کسی ایک جہت کو چننا خیار کہلاتا ہے۔

فنانشل مارکیٹ میں مروج خیارات جو کال اور پٹ آپشنز ہیں ان کا طریقہ کار اور مفہوم کئی لحاظ سے شرعی خیارات کے مفہوم سے مختلف ہے اسی باب دیگر امور کے ساتھ اس پہلو کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

تعریف

پٹ آپشن یہ انگریزی کے دو الفاظ یعنی پٹ اور آپشن سے مل کر بنا ہے جس میں پٹ کا معنی

[illegible] امام ابو یوسف وامام محمد ہیں۔ (رحمہا اللہ تعالیٰ) ☆

ڈالنا اور رکھنا ہے جب کہ آپشن کا معنی پہلے بتایا جاچکا ہے کہ منتخب کرنا اور پسند کرنا ہے' ترکیبی اعتبار سے دونوں سے ایک مفہوم مراد ہے یعنی کسی تیسرے فریق پر اپنے اثاثے کی ذمہ داری ڈالنا' مالی معاملات کی اصطلاح میں اس کی اس کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے:

A put option is the right but not the obligation to sell the underlying at the strike or exercise price 1

ترجمہ: پٹ آپشن یہ کسی منسلک اثاثے (کی مقررہ تاریخ کو) پہلے سے طے شدہ قیمت پر فروخت کرنے کے حق کا نام ہے' یہ پابندی اور لزوم نہیں۔

اس تعریف کے پیش نظر کئی امور معلوم ہو گئے:

۱:۔بنیادی طور پر آپشن کوئی اثاثہ نہیں بلکہ کسی دوسرے باقاعدہ اثاثے کے ساتھ متصل ایک حق کا نام ہے جس کی بنیاد پر اس متعلقہ اثاثے کی ممکنہ خطرات سے حفاظت مقصود ہوتی ہے' جب یہ آپشن ایک طرح کا رسک مینیجمنٹ ٹول بن گیا ہے اس لئے یہ بھی ایک ثانوی اثاثے کی حیثیت اختیار کرگیا ہے کیونکہ اس کی خریداری کے بعد خریدنے والا مقررہ مدت میں قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کی صورت میں ممکنہ نقصان سے محفوظ ہوجاتا ہے جب کہ آپشن بیچنے والا اس رسک کے بدلے ایک معین مقدار میں قیمت وصول کرتا ہے۔

۲:۔اس آپشن کا خریدنے والا آپشن ہولڈر کہلاتا ہے جو اس عقد کی بنیاد پر مقررہ مدت تک اپنے اثاثے کو طے شدہ قیمت پر بیچنے کا حقدار ہوتا ہے یعنی ایکسپائری ڈیٹ کو اگر وہ اپنے اثاثے بیچنا چاہے تو پہلے سے طے شدہ قیمت پر بیچنا اس کا حق ہے البتہ اس کو اسی قیمت پر بیچنے کے لئے کوئی مجبور نہیں کرسکتا' جب اس کے برعکس آپشن رائیٹر اس عقد کی بنیاد پر اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اس ہولڈر کے اس عقد کو عمل درآمد کی صورت میں طے شدہ قیمت پر ان اثاثوں کو اس کے لئے بیچ دے اگرچہ مارکیٹ اس وقت اس سے کم یا زیادہ کیوں نہ ہو۔

۳:۔آپشن رائیٹر عقد کی مدت کے دوران متعلقہ اثاثوں کی قیمت میں کسی بھی کمی بیشی واقع ہونے کا ذمہ دار ہوتا ہے یعنی پٹ آپشن کی صورت میں جب کسی متعلقہ اثاثے کی قیمت مثلاً ۴۰ ڈالر فی شیئر کے حساب سے مقرر کی گئی ہے جو مقررہ تاریخ یعنی ایکسپائری ڈیٹ کو ۳۸ ڈالر ہوگئی ہو تو اب اس آپشن پر ہولڈر کے عمل درآمد کی صورت میں آپشن جاری کرنے والا یعنی رائیٹر اس بات

کا پابند سمجھا جاتا ہے کہ وہ ہولڈر کی اس وقوعہ کمی کو پورا کریگا۔

۴۔ایکسپائری ڈیٹ کی اس عقد میں بہت زیادہ اہمیت ہے وہ اس طرح کہ مقررہ تاریخ یعنی اسی ایکسپائری ڈیٹ تک اگر متعلقہ اثاثوں کی قیمت میں کمی بیشی واقع ہورہی ہوتواس کی توذمہ داری آپشن رائیٹر پر آتی ہے البتہ اسی تاریخ کے بعدان اثاثوں کی قیمت میں کمی بیشی واقع ہونے کی ذمہ داری آپشن رائیٹر پر کسی بھی طرح عائد نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ عقد سے خارج امر ہے۔

پٹ آپشن کی قیمت کاتعین

آپشن کی قیمت خرید کو پریمیئم کہاجاتا ہے' پھراس کے بعدمتعلقہ اثاثوں کی قیمت میں کمی زیادتی واقع ہونے کی وجہ سے اس کی ذاتی قیمت جس میں کمی بیشی واقع ہوتی ہواس کواس کی ذاتی مالیت یا قدر کہتے ہیں جب کہ وقت کے لحاظ سے اس کی قیمت میں کمی بیشی کوٹائم ویلیو یعنی زمانی قدراور مالیت کہاجاتا ہے'ان متاخرالذکر کی مختصر تفصیل پٹ آپشن کے ذیل میں یوں ہے:

ذاتی قدر (انٹرینز یک ویلیو):

یہ پٹ آپشن کی وہ قیمت ہوتی ہے جوعقد کی مدت کے دوران متعلقہ اثاثوں کی قیمت طے شدہ قیمت سے کم ہوگئی ہو یعنی ''ان دی منی'' ہوگئی ہوتب متعلقہ اثاثوں کی قیمت فروخت میں جوکمی واقع ہوگئی ہوتووہ آپشن ہولڈر کے حق میں''ان دی منی'' ہے یعنی ایکسرسائز کرنے کی صورت میں اس کوجوسٹرائیک پرائس ملیگا تووہ کرنٹ ویلیو سے زیادہ ہوگا اس لئے یہ اس کے حق میں سرپلس منی ہوگی اوریہی اضافہ پٹ آپشن کی انٹرینز یک ویلیو ہوگی۔

زمانی قدر(ٹائم ویلیو):

یہ پٹ آپشن کی اصلی مالیت کی علاوہ اس کی زمانی قدرکو کہاجاتا ہے جو''آوٹ آف دی منی یا ایٹ دی منی'' کی صورت میں اس آپشن کی اپنی ذاتی کوئی قدر باقی نہیں رہتی بلکہ اس وقت اس کی زمانی قدر موجود ہوتی ہے جواثاثے کی آپشن کنٹریکٹ کی بقیہ مدت کے دوران قیمت میں کمی یا زیادتی کی امید پر موجود رہتی ہے۔

جب متعلقہ اثاثے کی قیمت ایکسپائری ڈیٹ کو پہلے سے طے شدہ قیمت سے کم ہوجائے تواس وقت